قرآن کریم میں مشرق ومغرب کی اصطلاح، مفہوم اور تعبیرات کا تجزیاتی مطالعہ

Linguistic and Terminological Analysis of the Concepts of East and West:(Mashriq & Maghrib) in the Holy Qur'an

Dr. Muhammad Abubakar Siddique
Lecturer Department of Seerat Studies, AIOU Islamabad
Email: muhammad.abubakar@aiou.edu.pk

Abstract

This research paper presents a comprehensive analytical study of the terms "Mashriq" (East) and "Maghrib" (West) as employed in the Holy Qur'an, exploring their linguistic roots, contextual applications, and terminological significances. In the Qur'anic discourse, these terms transcend mere geographical cardinal points; they serve as profound symbols of Divine Rububiyyah (Lordship), the intricate orchestration of the cosmos, and the vastness of the Creator's authority. The primary objective of this study is to elucidate the meanings of these terms derived directly from the Wahy (Revelation) and its internal context, thereby providing a holistic understanding that bridges classical exegesis with contemporary scholarly discourses.

The study is structured into three pivotal dimensions. First, it conducts a semantic analysis of the root words and their various morphological derivatives (Mushtaqqat) found in the Qur'an, such as the singular (Mashriq/Maghrib), dual (Mashriqain/Maghribain), and plural (Mashariq/Magharib) forms. Second, it investigates the diverse thematic applications of these terms, including the dialogue of Prophet Ibrahim (A.S) with Nimrod regarding the rising of the sun, the topographical journeys of Dhul-Qarnayn to the Maghrib al-Shams (setting place of the sun) and Matla' al-Shams (rising place of the sun), and the seclusion of Maryam (A.S) in an Eastern location. Third, the research delves into the metaphorical and symbolic attributes, such as the description of the Olive tree as being "La Sharqiyyah wa la Gharbiyyah" (Neither Eastern nor Western), representing a state of perfect equilibrium.

A critical component of this paper is the Literature Review, which evaluates contemporary peer-reviewed research. It acknowledges the empirical work of Muhammad Yar Kassi & Noor Ul Haq Kasi (2022), who provided an astronomical validation of these terms through observations in Quetta, Pakistan, and the investigative study by Noor Akram (2024), which

utilized GPS technology to determine geographical boundaries based on Sunnah and Qur'anic texts. Furthermore, it incorporates the socio-linguistic perspective of Tom Leijnse (2025), who analyzed these terms in the context of modern Arab nationalism and political identity in Iraq and Morocco.
The Research Gap addressed by this study lies in the fact that while previous works focused heavily on scientific observation or political discourse, they often overlooked the purely textual and terminological essence within the Nusus (sacred texts). This paper fills that void by synthesizing these dimensions into a unified framework. The findings suggest that the Qur'anic usage of Mashriq and Maghrib constitutes a multi-layered miracle (I'jaz), where geographical reality meets spiritual symbolism. The study concludes with recommendations for future research into the comparative religious aspects and psychological dimensions of spatial metaphors in divine scriptures.

Keywords: Mashriq, Maghrib, Qur'anic Terminology, Rububiyyah, Cosmological Significance, Transliterated Arabic Terms, Literature Review

قرآن کریم میں مشرق کا لفظ سورج کے طلوع ہونے کے مقام اور مغرب کا لفظ سورج کے غروب ہونے کے مقام کے لیے استعمال ہوا ہے۔ مختلف موسموں میں سورج کے طلوع و غروب کا مقام بدلتا رہتا ہے، اس مناسبت سے قرآن نے متعدد مشرقوں اور متعدد مغربوں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ قرآن کریم میں چھ مقامات پر مشرق و مغرب کے الفاظ، دو مقامات پر مشرقین و مغربین کے الفاظ جب کہ دو ہی مقامات پر مشارق و مغارب کے الفاظ اکٹھے مذکور ہیں۔ جب کہ صرف ایک مقام پر مشرقین اور ایک جگہ مشارق مذکور ہے۔ قرآن کریم میں سورج کے مشرق سے طلوع اور مغرب میں غروب ہونے کو اللہ تعالیٰ کی قدرت قرار دیا گیا ہے جسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو یہی چیلنج دیا تھا جس پر وہ لاجواب ہو گیا۔ اس مقالے میں قرآن کریم میں مشرق و مغرب سے متعلق مضامین کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ (Literature Review)

قرآن کریم میں "مشرق" اور "مغرب" کے الفاظ نہ صرف جغرافیائی سمتوں بلکہ کائناتی نظام اور الٰہی قدرت کی علامات کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ زیرِ نظر تحقیق میں قرآن و سنت کے نصوص اور خالص علمی اصطلاح پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ اس ضمن میں ماضی میں ہونے والے اہم تحقیقی کاموں کا جائزہ درج ذیل ہے:

1۔ جغرافیائی و سائنسی مشاہدات کا پہلو

اختر محمد کاسی اور ایمل خان کاسی نے اپنے مقالے "Analysis of the Qur'anic Concepts of Mashriq, Maghrib... Observations in Quetta, Pakistan"(مطبوعہ: جرنل آف قرآنی سائنسز اینڈ ریسرچ، 2022ء) میں قرآن کی 21 آیات کا سائنسی و تجربی (Empirical) مطالعہ پیش کیا ہے۔[1] اس مقالے میں مصنفین نے کوئٹہ (پاکستان) کے جغرافیائی مقام کو بنیاد بنا کر ایک سال تک سورج کے طلوع و غروب کا مشاہدہ کیا اور ثابت کیا کہ قرآن کے الفاظ (مشرقین، مغربین، مشارق، مغارب) موسموں کے بدلنے اور زمین کے جھکاؤ کے عین مطابق ہیں۔ انہوں نے روایتی تفاسیر کو جدید فلکیات (Astronomy) سے ہم آہنگ کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ یہ اس موضوع پر ایک عمدہ اطلاقی تحقیق ہے جو قرآنی مفہوم اور تعبیرات کے عملی پہلو کو سائنسی انداز سے سمجھنے میں مدد کرتی ہے۔

2۔ تحدید اور سنتِ نبوی سے استدلال

نور اکرم نے اپنے تحقیقی مقالے "مشرق اور مغرب کی تعیین قرآن و سنت کی روشنی میں ایک تفتیشی جائزہ" (مطبوعہ: مفٹ جرنل، یو ایم ٹی، 2024ء) میں اس موضوع کو تفتیشی (Investigative) انداز میں دیکھا ہے۔[2] اس مقالے کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں قرآن کے ساتھ ساتھ احادیثِ مبارکہ اور تاریخی شواہد (جیسے ذوالقرنین کی دیوار اور بین الاقوامی خطِ تاریخ) کو جدید GPS نظام سے جوڑ کر مشرق و مغرب کی آخری حدود متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ آرٹیکل بین الکلیاتی (Interdisciplinary) مطالعہ کی بہترین مثال ہے۔ اس مقالے میں متن کے تجزیے (Textual Analysis) پر زیادہ زور دیا گیا ہے، جبکہ سائنسی و مادی مشاہدات (Empirical Validation) کا پہلو تشنہ ہے۔

3۔ لسانی، سیاسی اور علامتی مفہوم

ٹام لینز (Tom Leijnse) نے اپنے مقالے "The Arabic language, nationalism, and nation-building in the Mashriq and the Maghrib: the case of Iraq and Morocco" (مطبوعہ: نیشنل آئیڈنٹیز، ٹیلر اینڈ فرانسس، 2025ء) میں ان اصطلاحات کو ایک بالکل مختلف یعنی سماجی و لسانی تناظر میں پرکھا ہے۔[3] ٹام لینز (Tom Leijnse) کا یہ آرٹیکل مشرق (Mashriq: طلوع، امید، revival) اور مغرب (Maghrib: غروب، زوال، reclamation) کو قوم پرستی، nation-building اور Standard Arabic کی

لسانی سیاست سے جوڑتا ہے۔ اس تحقیق کی نوعیت socio-linguistic، historical اور comparative ہے، جو عراق (1920s-1930s، Saṭi‘ al-Ḥuṣrī کی تحریروں) اور مراکش (1956 کے بعد، ‘Allāl al-Fāsī) کے کیس سٹڈیز پر مبنی ہے۔ اس میں مشرق میں Arabic کو Arab nationalism کا symbol (education، independence) قرار دیا گیا ہے، جبکہ مغرب میں اسے Islam کا symbol (Amazigh تحریک کے مقابلے میں) مانا گیا ہے۔ اس مطالعہ کا طریقہ کار primary sources (Arabic texts، schoolbooks) اور secondary literature کا تجزیہ ہے، جو diglossia، Arabisation اور Amazigh revival سے ربط جوڑتا ہے۔ تحقیق کے نتائج یہ بتاتے ہیں کہ مشرق میں Arabic revival جبکہ مغرب میں Amazigh reclamation کا عمل ہوا، مگر سیاسی تبدیلیاں (Ba‘th fall، Amazigh officialization 2011/2016) اسے اب چیلنج کر رہی ہیں۔ اس کام میں علمی خامی یہ نظر آتی ہے کہ اس میں قرآن پر براہ راست فوکس کی کمی ہے اور یہ زیادہ تر modern political discourse پر مبنی ہے، جو لسانی استعمال کو اس کے اصل جغرافیائی یا رمزاتی مفہوم سے الگ کر دیتا ہے۔ تاہم، یہ مطالعہ آپ کے آرٹیکل کو ایک ثقافتی اور سیاسی dimension دیتا ہے، جو خاص طور پر اصطلاحی مفہوم کی وسعت کو سمجھنے کے لیے نہایت مفید ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے ثابت کیا ہے کہ "مشرق" اور "مغرب" کے الفاظ قرآن سے نکل کر کیسے عرب قوم پرستی اور سیاسی شناخت کی علامت بنے۔ یہ مقالہ سیاسی اور لسانی بحث پر مفصل جائزہ پیش کرتا ہے تاہم اس میں قرآن و سنت کے اصل مفہوم اور ان اصطلاحات کے خالص مذہبی و علمی پس منظر پر براہِ راست توجہ کم دی گئی ہے۔

تحقیق کا امتیاز (Research Gap)

مذکورہ بالا تمام مقالات یا تو خالص سائنسی مشاہدات تک محدود ہیں، یا سیاسی و سماجی تناظر میں لکھے گئے ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ قرآن و سنت اور آثار کی روشنی میں مشرق مغرب کے قرآنی مفہوم اور تصور کی توضیح پر مشتمل ہے۔ اس تحقیق میں ہدفِ تحقیق ان الفاظ کے وہ معانی ہیں جو براہِ راست وحی کے سیاق و سباق سے اخذ ہوتے ہیں، تاکہ ایک ایسا جامع فہم پیش کیا جا سکے جو سائنسی اور لسانی مباحث کے ساتھ ساتھ متنِ قرآن کے اصل مقصود کو بھی واضح کرے۔

مشرق و مغرب تعریفات

شرق کا لغوی معنی طلوع ہونا، روشن ہونا اور چمکنا ہے۔[4] علامہ راغب اصفہانی کے مطابق : مشرق و مغرب کا لفظ جب واحد استعمال ہوتا ہے تو اس سے مشرق و مغرب کے (افقی) کنارے مراد ہوتے ہیں۔ جب یہ

تثنیہ استعمال ہوں تو "مشرِقَین" سے سورج کے طلوع کے دو مقام جب کہ "مغرِبَین" سے غروب کے دو مقام مراد ہوتے ہیں۔ یعنی سردی اور گرمی دونوں موسموں میں سورج کے طلوع اور غروب ہونے کا مقام مختلف ہوتا ہے۔ اس لیے دو مشرق سے مراد طلوع شمس کے سردی اور گرمی کے مختلف مقام جب کہ دو مغرب سے غروب شمس کے سردی اور گرمی والے دو مختلف مقام مراد ہوتے ہیں۔ جب یہ مادہ جمع کی حالت میں استعمال ہوتا ہے تو اس سے ایک دن یا ایک موسم کے دوران طلوع و غروب کے بدلنے والے تمام مقامات مراد لیے جاتے ہیں۔[5] مشرق اور مغرب، دونوں الفاظ افق کے ان دو جہات کے لیے استعمال ہوتے ہیں جہاں سے سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ الفاظ جہاں بھی آئے ہیں ان سے سورج کا طلوع یا غروب ہونا یا طلوع و غروب کا مقام مراد ہے۔

مشرق ومغرب کے مشتقات قرن کریم میں

مشرق کے حروف اصلیہ 'ش-ر-ق' جب کہ مغرب کے حروفِ اصلیہ 'غ-ر-ب' ہیں۔ شرق اور غرب کا مادہ قرآن کریم میں واحد، تثنیہ اور جمع کی تین حالتوں میں استعمال ہوا ہے:

1۔ مشرق	2۔ مشرقین	3۔ مشارق
1۔ مغرب	2۔ مغربین	3۔ مغارب

قرآن کریم میں چھ مقامات ایسے ہیں جہاں مشرق اور مغرب اکٹھے مذکور ہیں۔

1. وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ [6]

(ترجمہ: اور مشرق اور مغرب سب خدا ہی کا ہے۔ تو جدھر تم رخ کرو۔ ادھر خدا کی ذات ہے۔ بے شک خدا صاحبِ وسعت اور باخبر ہے)

2. سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَن قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُل لِّلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ [7]

(ترجمہ: احمق لوگ کہیں گے کہ مسلمان جس قبلے پر (پہلے سے چلے آتے) تھے (اب) اس سے کیوں منہ پھیر بیٹھے۔ تم کہہ دو کہ مشرق اور مغرب سب خدا ہی کا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے، سیدھے رستے پر چلاتا ہے)

3. لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ...[8]

(ترجمہ: نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کو (قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔۔۔)

4. قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ [9]

(ترجمہ: ابراہیم نے کہا کہ خدا تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے آپ اسے مغرب سے نکال دیجئے (یہ سن کر) کافر حیران رہ گیا اور خدا بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا)

5. قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ [10]

(ترجمہ: موسیٰ نے کہا کہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک، بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو)

6. رَّبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا [11]

(ترجمہ: مشرق اور مغرب کا مالک (ہے اور) اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ)

دو مقامات پر 'مشارق' اور 'مغارب' کا اکٹھا تذکرہ موجود ہے

1. وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ [12]

(ترجمہ: اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے ان کو زمین (شام) کے مشرق ومغرب کا جس میں ہم نے برکت دی تھی وارث کر دیا اور بنی اسرائیل کے بارے میں ان کے صبر کی وجہ سے تمہارے پروردگار کا وعدۂ نیک پورا ہوا اور فرعون اور قوم فرعون جو (محل) بناتے اور (انگور کے باغ) جو چھتریوں پر چڑھاتے تھے سب کو ہم نے تباہ کر دیا)

2. فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ [13]

(ترجمہ: ہمیں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی قسم کہ ہم طاقت رکھتے ہیں)

جب کہ ایک مقام پر صرف 'مشارق' کا لفظ موجود ہے

1. رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ [14]

(ترجمہ: جو آسمانوں اور زمین اور جو چیزیں ان میں ہیں سب کا مالک ہے اور سورج کے طلوع ہونے کے مقامات کا بھی مالک ہے)

قرآن کریم میں ایک مقام پر 'مشرقین' اور 'مغربین' اکٹھے مذکور ہیں جب کہ ایک مقام پر صرف 'مشرقین' کا لفظ موجود ہے لیکن مفسرین کے مطابق مراد اس سے مشرق ومغرب دونوں ہیں۔

1. رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ [15]

(ترجمہ: وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہے)

2. حَتَّىٰ إِذَا جَاءَنَا قَالَ يَا لَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ[16]

(ترجمہ: یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کہ اے کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا تو برا ساتھی ہے)

قرآن کریم میں دو جگہ مشرقین اسم فاعل جمع از باب افعال بھی مذکور ہے مگر اس کا سیاق مختلف ہے۔[17]

قرآن کریم میں مشرق و مغرب کے استعمالات

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ربوبیت: قرآن کریم میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مشرق و مغرب سب میرے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور مشرق اور مغرب سب خدا ہی کا ہے "(وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ)(قرآن ۲:۱۱۵؛ ۲: ۱۴۲)۔ بعض مقامات پر اللہ تعالی نے اپنی طاقت و قدرت کے اظہار کے لیے فرمایا ہے کہ میں "مشرق و مغرب اور اس کے درمیان جو کچھ ہے، میں ان سب کا رَب ہوں" (وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ)(قرآن ۲۶:۲۸؛ ۵۵:۱۷؛ ۷۳: ۹) قرآن کریم میں ایک مقام پر "رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ" (دومشرقوں اور دو مغربوں کا رب) (قرآن ۵۵:۱۷) بھی کہا گیا ہے۔ مفسرین نے کہا ہے کہ سردی اور گرمی دونوں موسموں میں سورج دو الگ الگ مقامات سے طلوع اور دو الگ الگ مقامات پر غروب ہوتا ہے، اس مناسبت سے قرآن کریم میں "رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ "کہا گیا ہے۔[18] قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دو مقامات پر "رَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ "(کئی مشرق اور کئی مغرب) کا بھی ذکر کیا ہے۔ مفسرین کے مطابق کئی مشرق اور کئی مغرب کی سے مراد سورج کے طلوع ہونے کے متعدد مقامات ہیں کیونکہ سورج روزانہ طلوع و غروب کا مقام بدلتا ہے۔ اس طرح سال کے ہر دن میں سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے کا مقام مختلف ہوتا ہے جسے قرآن کریم میں مشارق و مغارب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ " اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا "ساری زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جاتی ہے۔ (قرآن ۳۹:۶۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود کے ساتھ مکالمہ:

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نمرود کے ساتھ مکالمے کی تفصیل مذکور ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالی کی قدرت کو بیان کرنے کے لیے نمرود کو چیلنج دیتے ہیں کہ " بے شک اللہ

سورج کو مشرق سے لاتا ہے تو اسے مغرب سے لے آ"(فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ)اس پر کافر (نمرود) لاجواب ہو گیا۔ (قرآن ۲:۲۵۸)۔

ذوالقرنین بادشاہ کے مغرب الشمس میں پہنچنے کا تذکرہ:

قرآن کریم میں حضرت ذوالقرنین کے سفر کا تذکرہ ہے کہ وہ سورج کے غروب ہونے کے مقام تک پہنچے جہاں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سورج کیچڑ کی ندی میں ڈوب رہا ہے۔ وہاں ایک قوم کو پایا اور انہیں نصیحت کی کہ "جو (کفر و بد کرداری سے) ظلم کرے گا اسے ہم عذاب دیں گے۔ پھر (جب) وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہ بھی اسے بُرا عذاب دے گا"۔ پھر آپ سورج طلوع ہونے کے مقام تک پہنچے تو دیکھا کہ "سورج ایک ایسی قوم پر طلوع ہو رہا ہے جس کے لیے دُھوپ سے بچنے کا کوئی سامان ہم نے نہیں کیا ہے"۔(قرآن ۱۸: ۸۶-۹۰)مفسر ابن جریر طبری کے مطابق دھوپ سے بچنے کا سامان نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہاں کوئی پہاڑ، درخت یا عمارتیں نہیں تھیں اور اس مقام پر عمارتیں بنانا ممکن نہیں تھا۔ یہ قوم دن کا وقت پانی میں گزارتے یا سرنگوں میں رہتے اور غروب آفتاب کے وقت باہر نکلتے تھے۔[19] مفسر ابن کثیر نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔

مطلع الشمس اور مغرب الشمس

اس مقام پر مشرق و مغرب کا مفہوم موجود ہے لیکن اس کو بیان کرنے کے لیے مشرق کی بجائے "مطلع الشمس" اور مغرب کی بجائے "مغرب الشمس" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ یہاں مشرق اور مطلع الشمس اور اس کے برعکس مغرب اور مغرب الشمس کی تعبیر میں جو فرق موجود ہے اس کے بارے میں بعض مفسرین نے یہ لطیف نکتہ بیان کیا ہے کہ مطلع الشمس اور مغرب الشمس سے مراد وہ آخری مقام ہے جہاں انسانوں اور عمارتوں کا موجود ہونا ممکن ہے، یعنی مشرق و مغرب کی سمت میں خشکی کا آخری خطہ مراد ہے۔ اس سے افق کے مشرق و مغرب والے حقیقی کنارے مراد نہیں ہیں کیونکہ وہاں تک انسان کی رسائی ممکن نہیں۔[20]

کافر کی تمنا کہ کاش شیطان اور اس کے درمیان مشرق و مغرب جتنا فاصلہ ہوتا:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "جو شخص رحمن کے ذکر سے غفلت اختیار کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے اور یہ (شیطان) اس کو راستے سے روکتے رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ سیدھے رستے پر ہیں، یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئے گا (اور انجام دیکھے گا) تو کہے گا کہ اے کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا تو برا ساتھی ہے"۔ (قرآن ۴۳:۳۸) یہاں "بُعدَ ٱلْمَشْرِقَيْنِ

"کا ذکر ہے جس کا لفظی معنی "دو مشرق" ہیں لیکن مفسر ابن کثیر کے نزدیک یہ اصطلاح ہے جس سے مراد "مشرق و مغرب کا درمیانی فاصلہ" ہے۔[21] مفسر امام قرطبی نے اس اصطلاح کو تغلیب سے تعبیر کیا ہے کہ دو ہم جنس الفاظ میں سے اگر کوئی ایک دوسرے پر غالب آجائے تو اہل عرب کسی ایک مادے سے تثنیہ کا صیغہ بول کر دونوں الفاظ مراد لے لیتے ہیں۔[22]

مشرق و مغرب کی طرف رخ کرنا:

رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد جب قبلہ بیت المقدس سے تبدیل ہو کر بیت اللہ کی طرف ہو گیا تو مدینہ منورہ میں بحث چھڑ گئی۔ غیر مسلموں خصوصاً یہود نے اس معاملے کو موضوع بحث بنالیا۔ اللہ تعالی نے اس پر تنبیہ کے لیے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ محض مشرق و مغرب کی سمت اپنا رخ پھیر لینا بذاتِ خود کوئی "بِرّ" (نیک عمل) نہیں ہے بلکہ "بِرّ" (نیک عمل) یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخرت اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتہ داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو اُسے وفا کریں، اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں یہ ہیں راستباز لوگ اور یہی لوگ متقی ہیں۔ (قرآن ۲:۱۷۷)

زیتون کی صفت:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے اپنے نور کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔ اور چراغ ایک قندیل میں ہے۔ اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہے کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارہ ہے اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف۔" (قرآن ۲۴:۳۵)

زیتون کی یہ صفت کہ وہ نہ مشرقی ہے نہ مغربی؛ اس سے متعلق بعض مفسرین کی یہ رائے ہے کہ اس سے مراد زیتون کا وہ درخت ہے جو کھلے صحراء میں ہو جس پر تمام اطراف سے برابر دھوپ پڑتی ہو تو اس کا تیل سب سے اعلی ہوتا ہے اور ہر طرف برابر روشنی دیتا ہے۔[23] بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہ درخت ہے جو گھنے درختوں میں گھرا ہوا ہو اور اس پر مشرق و مغرب سے یعنی طلوع و غروب کے وقت دھوپ نہ پڑتی ہو۔[24] اس مناسبت کی وجہ سے زیتون کو غیر شرقی و غیر غربی کہا گیا ہے۔ اس کی تعبیر میں بے شمار اقوال اور تشریحات مفسرین نے ذکر کی ہیں جن کا لب لباب یہ ہے کہ اللہ کا نور ایسا ہے کہ جس میں کسی قسم کی کوئی خامی یا عدم توازن نہیں ہے،

وہ صرف مشرق و مغرب یا کسی خاص جہت کو روشن نہیں کرتا بلکہ اس کی روشنی ہر طرف پھیلتی ہے اور کائنات کی ہر چیز اس نور سے فیض یاب ہوتی ہے۔

قصہ حضرت مریم علیہا السلام:

قرآن کریم میں حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ مذکور ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر والوں سے تنہائی اختیار کر کے محراب کے مشرقی حصے میں گوشہ نشین ہوگئی تھیں۔ وہاں فرشتہ آپ کے سامنے ظاہر ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور اس کتاب میں مریم کا بھی تذکرہ کرو۔ اس وقت کا تذکرہ جب وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہو کر اس جگہ چلی گئیں جو مشرق کی طرف واقع تھا۔ پھر انہوں نے ان لوگوں کے اور اپنے درمیان ایک پردہ ڈال لیا۔" (وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا) (قرآن۱۹:۱۶)

اس آیت میں خصوصیت کے ساتھ مشرقی سمت کو بیان کیا گیا ہے۔ اس سے متعلق مفسر ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی آثار کی روشنی میں کہا ہے کہ نصاریٰ نے مشرق کو قبلہ اسی وجہ سے بنایا تھا کہ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔[25] اسی رائے کو مفسر ابن کثیر نے بھی اختیار کیا ہے۔[26]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ: قرآن کریم میں حضرت موسی علیہ السلام کے اللہ تعالی سے ہم کلام ہونے کا تذکرہ ہے جس کی تفصیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ (کوہِ طور کی) مغربی سمت تھی اس مقام کی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالی سے ہم کلام ہوئے۔ "اور (اے پیغمبر) آپ اس وقت (کوہ طور کی) مغربی جانب موجود نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ کو احکام سپرد کیے تھے اور نہ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو اس کا مشاہدہ کر رہے ہوں۔" (وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ) (قرآن۲۸:۴۴)

فرعون کے لشکر کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل کے اقتدار کا تذکرہ:

قرآن کریم نے بتایا ہے کہ جب فرعون کی قوم ہلاک کر دیا گیا تو اللہ تعالی نے ایک کم زور قوم (بنی اسرائیل) کو مشرق و مغرب کے اقتدار و سلطنت سے نواز دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور جن لوگوں کو کمزور سمجھا جاتا تھا، ہم نے انہیں اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس پر ہم نے برکتیں نازل کی تھیں۔ اور بنی اسرائیل کے حق میں تمہارے رب کا کلمہ خیر پورا ہوا، کیونکہ انہوں نے صبر سے کام لیا تھا۔ اور فرعون اور اس کی قوم جو کچھ بناتی چڑھاتی رہی تھی، اس سب کو ہم نے ملیامیٹ کر دیا۔" (وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا) (قرآن۷:۱۳۷)

قصۂ اصحابِ کہف:

قرآن کریم اصحاب کہف کا تذکرہ کرتے ہوئے اصحاب کہف کی غار میں موجودگی کے مقام اور سورج کے طلوع و غروب کا زاویہ بیان کرتا ہے۔ یہاں مشرق و مغرب کا لفظ موجود نہیں ہے تاہم طلوع شمس اور غروب شمس کی معنوی مناسبت یہاں موجود ہے۔ ”اور (وہ غار ایسا تھا کہ) تم سورج کو نکلتے وقت دیکھتے تو وہ ان کے غار سے دائیں طرف ہٹ کر نکل جاتا، اور جب غروب ہوتا تو ان سے بائیں طرف کترا کر چلا جاتا، اور وہ اس غار کے ایک کشادہ حصے میں (سوئے ہوئے) تھے۔“(وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ)(قرآن۱۸:۱۷)

شروق شمس کے وقت کا تذکرہ:

قرآن کریم نے دو مقامات پر ”مُشرِقین“ کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ مفسرین کے مطابق اس سے ”سورج کے روشن ہونے کا وقت“ مراد ہے۔ سورۃ الحجر میں قوم لوط پر عذاب کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ ”سورج نکلتے ہی ان کو چنگھاڑنے آ پکڑا“(فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ)(قرآن۱۵:۷۳)سورۃ الشعراء میں ہے کہ قوم فرعون کے بنی اسرائیل کے کوچ کرنے کا علم ہوا تو وہ ”سورج نکلتے ہی ان کا پیچھا کرنے نکل کھڑے ہوئے“(فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ)(قرآن۲۶:۶۰)۔

اختتامیہ و نتائج بحث(Conclusion and Discussion)

زیرِ نظر مقالے میں قرآن کریم کے تناظر میں "مشرق" اور "مغرب" کی اصطلاحات کا جو تفصیلی، لسانی اور اسلوبیاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے، اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآنِ حکیم میں یہ الفاظ محض سمتوں کے تعین کے لیے استعمال نہیں ہوئے، بلکہ ان کے پسِ پردہ کائناتی حقائق، الٰہی ربوبیت اور انسانی تاریخ کے اہم سبق پنہاں ہیں۔ تحقیق کے دوران حاصل ہونے والے نتائج بحث کو درج ذیل نکات میں سمویا جاسکتا ہے:

اولاً، قرآن کریم میں مشرق و مغرب کے مشتقات کا تنوع (واحد، تثنیہ اور جمع کے صیغے) اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام کا تصورِ کائنات نہایت وسیع ہے۔ جہاں "مشرقین اور مغربین" زمین کے محور اور موسموں کے تغیر سے پیدا ہونے والے انتہاؤں کی طرف اشارہ کرتے ہیں، وہاں "مشارق اور مغارب" کا استعمال ہر اس مقام کی نشاندہی کرتا ہے جہاں سے سورج روزانہ طلوع یا غروب ہوتا ہے۔ یہ لسانی تنوع قرآنی معجزے اور جدید فلکیاتی مشاہدات کی ہم آہنگی کو ثابت کرتا ہے۔

ثانیاً، سابقہ تحقیقات کے جائزے سے یہ معلوم ہوا کہ جہاں معاصر محققین (مثلاً کاسی اور نور اکرم) نے ان اصطلاحات کو سائنسی مشاہدات، GPS نظام اور جغرافیائی حدود کے تعین کے لیے استعمال کیا، وہیں ٹام لینز (Tom Leijnse) جیسے محققین نے اسے سیاسی و لسانی قوم پرستی (Nation-building) کی بنیاد قرار دیا۔ تاہم، اس تحقیق نے یہ واضح کیا ہے کہ مشرق و مغرب کا قرآنی استعمال محض مادی یا سیاسی نہیں ہے، بلکہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نمرود سے مکالمے میں توحید کی دلیل ہے، حضرت مریم علیہ السلام کے قصے میں خلوت پسندی اور تقدس کی علامت ہے، اور ذوالقرنین کے واقعے میں زمین کی وسعتوں پر انسانی دسترس کا نشان ہے۔

ثالثاً، قرآن کریم نے مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلے کو کافر کی تمنا اور انسانی نفسیات کے حوالے سے "دوری" کی انتہا کے طور پر پیش کیا ہے، جبکہ عبادت کے رخ (قبلہ) کے حوالے سے یہ واضح کر دیا کہ اصل نیکی محض سمتوں کی طرف رخ کرنا نہیں، بلکہ تقویٰ ہے۔ زیتون کی صفت (لا شرقیۃ ولا غربیۃ) کے ذریعے اعتدال کا جو تصور دیا گیا ہے، وہ ان اصطلاحات کے رمزاتی اور اصطلاحی مفہوم کی بلندی کو ظاہر کرتا ہے۔

حاصلِ بحث یہ ہے کہ قرآن کریم میں مشرق و مغرب کی اصطلاحات مادی دنیا کے نقشے سے شروع ہو کر معرفتِ الٰہی کی حدود تک پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ الفاظ خالق کی ربوبیت، کائنات کی تسخیر اور انسانی ہدایت کے لیے بطورِ استعارہ اور حقیقت بیک وقت استعمال ہوئے ہیں۔ سابقہ تحقیقات میں موجود "قرآنی متن سے دوری" کے خلا (Gap) کو پُر کرتے ہوئے یہ مقالہ اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ ان اصطلاحات کا درست فہم صرف خالص وحی کے سیاق وسباق اور سنتِ نبوی کے متون کی روشنی میں ہی ممکن ہے، جو سائنسی اور سیاسی مباحث کو ایک جامع نظریاتی فریم ورک فراہم کرتا ہے۔

آئندہ تحقیق کے لیے سفارشات (Recommendations)

زیرِ نظر مقالے میں مشرق و مغرب کے قرآنی مفہوم اور متنی سیاق وسباق پر جو کام کیا گیا ہے، وہ مزید کئی تحقیقی جہتوں کی بنیاد بن سکتا ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل پہلوؤں پر کام کرنے کی سفارش کی جاتی ہے:

تقابلی ادیان کا مطالعہ (Comparative Religious Study): قرآن کریم کے ساتھ ساتھ سابقہ کتب (تورات، زبور اور انجیل) میں مشرق و مغرب کے تصور اور ان سے وابستہ مذہبی علامات کا ایک تقابلی جائزہ پیش کیا جانا چاہیے تاکہ سامی مذاہب میں ان سمتوں کی قدامت اور اہمیت واضح ہو سکے۔

نفسیاتی اور علامتی جہتیں (Psychological & Symbolic Dimensions): قرآن کریم میں جہاں مشرق ومغرب کا ذکر دوری یا قربت کے لیے آیا ہے (جیسے شیطان سے دوری کی تمنا)، ان آیات کا نفسیاتی تناظر میں مطالعہ کیا جائے کہ قرآنی اسلوب کس طرح انسانی کیفیات کو سمتوں کے استعارے سے واضح کرتا ہے۔

جدید نظریاتی جغرافیہ اور قرآنی اصطلاحات: موجودہ دور میں "مشرق" اور "مغرب" محض سمتیں نہیں بلکہ دو متصادم تہذیبوں (The Orient and The Occident) کی نمائندگی کرتے ہیں۔ سفارش کی جاتی ہے کہ قرآنی اصطلاحات (مشارق ومغارب) کی روشنی میں اس تہذیبی تقسیم کا ایک تنقیدی مطالعہ کیا جائے کہ کیا قرآن ان الفاظ کو کسی نظریاتی تقسیم کے لیے بھی استعمال کرتا ہے یا نہیں۔

فلکیاتی ڈیٹا کی وسعت: کاسی اور دیگر محققین کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے، زمین کے قطبی علاقوں (Polar Regions) جہاں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہے، وہاں کے جغرافیائی حالات پر "مشارق ومغارب" کے اطلاق پر ایک خصوصی سائنسی وفقہی تحقیق کی ضرورت ہے۔

بلاغتی واسلوبیاتی تجزیہ: قرآن میں کہیں "مشرق" واحد، کہیں "مشرقین" تثنیہ اور کہیں "مشارق" جمع کے صیغے استعمال ہوئے ہیں۔ ان کے استعمال کے مقامات (Contexts) کا ایک خالص لسانی اور بلاغتی تجزیہ (Stylistic Analysis) کیا جائے کہ ہر مقام پر صیغے کی تبدیلی سے کلام کے حسن اور معنی میں کیا لطافت پیدا ہوتی ہے۔

....

حواشی

1- Muhammad Kassi, A., & Khan Kasi, A. (2023). Analysis of the Qur'anic Concepts of Mashriq (East), Maghreb (West), Mashriqain (Two Easts), Maghribain (Two Wests), Mashariq (Several Easts) and Maghreb (Several Wests): Observations in Quetta, Pakistan. Journal of Quranic Sciences and Research, 3(2), 1-10. https://publisher.uthm.edu.my/ojs/index.php/jqsr/article/view/12130

2 - Akram, N. مشرق اور مغرب کی تعیین قرآن وسنت کی روشنی میں ایک تفتیشی جائزہ. (2024). Mujalla Islami Fikr-O-Tahzeeb (MIFT) مجلہ اسلامی فکر و تہذیب, 4(1), 11–25. / Retrieved from https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift/article/view/5597

3 - Leijnse, T. (2025). The Arabic language, nationalism, and nation-building in the Mashriq and the Maghrib: the case of Iraq and Morocco. National Identities, 27(4), 393–412. https://doi.org/10.1080/14608944.2024.2442080

4۔ ابن منظور الافریقی، لسان العرب: شرق

[5]۔ راغب اصفہانی، مفردات الفاظ القرآن: شرق۔ (والْمَشْرِقُ والمغرب إذا قيلا بالإفراد فإشارة إلى ناحيتي الشَّرْقِ والغرب)

[6]۔ سورۃ البقرۃ ۲:۱۱۵

[7]۔ سورۃ البقرۃ ۲:۱۴۲

[8]۔ سورۃ البقرۃ ۲:۱۷۷

[9]۔ سورۃ البقرۃ ۲:۲۵۸

[10]۔ سورۃ الشعراء ۲۶:۲۸

[11]۔ سورۃ المزمل ۷۳:۰۹

[12]۔ سورۃ الاعراف ۷:۱۳۷

[13]۔ سورۃ المعارج ۷۰:۴۰

[14]۔ سورۃ الصافات ۳۷:۵

[15]۔ سورۃ الرحمن ۵۵:۱۷

[16]۔ سورۃ الزخرف ۴۳:۳۸

[17] ۔ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿سورۃ الحجر ۱۵:۷۳﴾ نیز فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿سورۃ الشعراء ۲۶:۶۰﴾

[18] ۔ ابن جریر طبری، جامع البیان، تفسیر سورۃ الرحمن، ذیل آیت ۱۷

[19] ۔ ابن جریر طبری، جامع البیان، تفسیر سورۃ الکہف، ذیل آیت ۸۶- ۹۰۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تفسیر سورۃ الکہف، ذیل آیت ۸۶- ۹۰

[20]۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر سورۃ الکہف، ذیل آیت ۸۶-۹۰

[21]۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تفسیر سورۃ الزخرف، ذیل آیت ۳۸

[22]۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر سورۃ الزخرف، ذیل آیت ۳۸

[23]۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر سورۃ النور، ذیل آیت ۳۵

[24]۔ ابن جریر طبری، جامع البیان، تفسیر سورۃ النور، ذیل آیت ۳۵

[25]۔ ابن جریر طبری، جامع البیان، تفسیر سورۃ مریم، ذیل آیت ۱۶

[26]۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تفسیر سورۃ مریم، ذیل آیت ۱۶